تاریخ الرّدّة

جناب ڈاکٹر خورشید احمد فارق صاحب استاد ادبیات عربی دلّی یونیورسٹی

(اس سے پہلی قسط جنوری ۱۹۶۰ء کے برہان میں دیکھیے)

عبداللہ بن ابی بکر بن حزم: براء بن مالک ممتاز سوار تھے، جب انھیں میدان جنگ میں جوش آتا تو ان کا سارا جسم بری طرح کانپنے لگتا، لوگ ان کو ذرا دیر تک پکڑے رہتے تو وہ ٹھیک ہو جاتے اور مہندی کے رنگ کی طرح سرخ پیشاب کرتے۔ جب انھوں نے مسلمانوں کو پے در پے پسپا ہوتے ہوئے دیکھا تو انھیں جوش آ گیا اور ان کا جسم کانپنے لگا، ان کے ساتھی ان کو سنبھالنے لگے تو انھوں نے کہا مجھے زمین پر لٹا دو، ذرا دیر بعد وہ ٹھیک ہو گئے، شیر کی طرح چاق چوبند اور یہ رجز پڑھی۔

أَسْعَدَنِي رَبِّي عَلَى الْكُفَّارِ كَانُوا يَدًا طُرًّا عَلَى الْأَنْصَارِ
فِي كُلِّ يَوْمٍ سَاطِعِ الْغُبَارِ فَاسْتَبْدَلُوا النَّجَاةَ بِالْفِرَارِ

میرے مالک نے کفار کے خلاف میری مدد فرمائی جو مل کر ہر دن انصار سے لڑا کرتے، ایسے جوش و خروش سے کہ میدان جنگ پر غبار چھا جاتا، بالآخر وہ ہارے اور بھاگ کر جان بچائی۔ براء اس بے جگری سے تلوار کے وار کرتے آگے بڑھے کہ دشمن انکے سامنے سے ہٹ گیا پھر وہ اس کی صفوں میں گھس گئے، انصار پامردی سے ان کے گرد جمے ہوئے تھے جس طرح شہد کی مکھیاں خطرہ کے وقت اپنی ملکہ کے گرد جمی رہتی ہیں، ایک شخص نے خالد بن ولید کو کہتے سنا:۔ میں نے بیس معرکے لڑے لیکن کسی دشمن کو تلوار کے نیچے اتنا صابر نہ پایا نہ ایسا تلوار باز اور نہ ایسا ثابت قدم جیسا کہ بنو حنیفہ تھے جب ہم طُلیحہ اسدی سے فارغ ہوئے جو زیادہ خوفناک غنیم نہ تھا تو میری زبان سے اور زبان ہی ساری مصیبتوں کی جڑ ہے، یہ کلمہ نکلا:۔ کیا ہیں بنو حنیفہ، ویسے ہی ناچیز اور دشمن جن سے

ہم لڑ آئے ہیں، لیکن جب ہم ان سے نبرد آزما ہوئے تو معلوم ہوا کہ ان جیسا سورما کوئی نہیں، جب ہم ان کے کیمپ کے نزدیک پہنچے تو میں نے ان کے بہت سے سپاہیوں کو کیمپ سے بہت آگے موجود پایا، میں نے کہا یہ کوئی چال ہے، لیکن یہ بات نہ تھی، بلکہ ان کی ہمتیں اتنی بلند تھیں کہ وہ ہمارے قرب وبعد سے بے پرواہ تھے، ہم نے اپنا کیمپ اُن کے سامنے لگایا، شام کو میں نے اُدھر نظر ڈالی تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ سب ہمارے کیمپ کی طرف رُخ کئے ہیں، ہم نے اپنے اور اُنھوں نے اپنے کیمپ میں رات گذاری، صبح تڑکے اُنھوں نے اپنی فوج مرتب کرلی، ہم بھی اُٹھ کھڑے ہوئے، صبح ٹھنڈی تھی میں نے اپنی صفیں سیدھی کرلیں پھر وہ آہستہ آہستہ ہماری طرف بڑھے، اُنھوں نے اپنی تلواریں نیام سے باہر نکال لی تھیں، یہ دیکھ کر میں نے "اللہ اکبر" کا نعرہ لگایا اور اُن کے اس فعل کو بزدلی پر محمول کیا جب وہ قریب آگئے تو اُنھوں نے للکار کر کہا:- ہمارا تلواروں کو نیام سے نکالنا بزدلی نہیں ہے، وہ ہندی لوہے کی ہیں، ہم انھیں دھوپ میں سینک رہے ہیں تاکہ ٹھنڈ کے اثر سے حملہ کے وقت ٹوٹ نہ جائیں"! ہم سے مقابل ہوتے ہی انھوں نے بے تاخیر بھرپور حملہ کر دیا جس کی تاب نہ لاکر ہماری فوج کے بدّو رنگروٹ بھاگ گئے اور صفوں کے بیچ میں جاکر پناہ لی، ان کے بھاگنے سے ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ جوش دلگن والے مسلمانوں کے بھی پیر اکھڑ گئے۔ بنو حنیفہ نے پشتی حملے کرکے اُن کو خوب قتل کیا، میں تلوار سونت کر بڑھا، کبھی وہ مجھے گھیر لیتے اور کبھی میں اُن کے نرغے سے نکل آتا، بھاگے مسلمان سنبھلے اور پھر دشمن پر حملہ کیا۔ بنو حنیفہ نے منہ توڑ جواب دیا اور اُن کو تین بار مار بھگایا، میں نے ان کو للکارا اور خدا نیز آخرت سے ڈرایا، میری للکار پر پرانے اور آزمودہ مسلمانوں نے کہا:- ہمیں مخلص مجاہد چاہئیں، ایسے مسلمانوں کی جماعت اُن سے جا ملی، دشمن کی تلواریں بھوکی بلا کی طرح اُن پر ٹوٹ پڑیں، بہت سے قتل ہوئے جو بچے وہ زخموں سے چور تھے، یہی پُرانے مسلمان اور اسلام کے سچے شیدائی تھے، جنھوں نے ہماری ناؤ پار لگائی جو چٹان کی طرح قدم جمائے دشمن کا مقابلہ کرتے رہے، ان کو لڑتا دیکھکر بدّو رنگروٹ بھی ہماری پچھلی صفوں میں آملے، بنو حنیفہ نے ہر ممکن کوشش کی کہ جس طرح پہلے حملوں میں مسلمانوں کے پیر اکھڑ گئے تھے اسی طرح ان مخلص جانبازوں کے بھی اکھڑ جائیں۔ لیکن اسلام کے یہ فدائی اپنی جگہ سے نہ ٹلے، تلواریں کھٹا کھٹ چلتیں، لیکن کوئی فریق ہار نہ مانتا، البتہ عرب رنگروٹ پھر ہماری پچھلی صفوں سے بھاگ گئے، ہم نے ایک جان توڑ حملہ کیا جس سے بنو حنیفہ کے پیر اکھڑ گئے لیکن اُن کا

مونھ پھر بھی ہمارے سامنے رہا، ہمارے حملہ کے دباؤ سے وہ پیچھے ضرور ہٹتے رہے لیکن برابر لڑتے ہوئے اور باغ کے دروازہ پر جاکر رک گئے۔ اب تلواریں ایسی تندی اور تیزی سے چلنے لگیں کہ ان سے آگ نکلتی نظر آئی، ہمارے اور ان کے مقتول سپاہیوں کے پشتے لگ گئے، باغ کے دروازے بند تھے اس میں اسلام کے متوالے، پُرانے مسلمانوں کی ایک جماعت گھس گئی اور دروازہ کے محافظوں سے لڑنے لگی، ہمیں موقع مل گیا اور ہم بھی باغ میں داخل ہوگئے (؟) ہم نے دیکھا کہ پُرانے مخلص مسلمان جام شہادت پینے کا تہیہ کرچکے ہیں، چند منٹ میں بنو حنیفہ نے ان کو باغ میں دیکھ لیا (؟) ہم نے للکار کر اپنے ساتھیوں سے کہا: دانت بھینچ لو!" اس کے بعد ایسا رن پڑا کہ تلواروں کی کھٹا کھٹ کے علاوہ اور کوئی آواز سُنائی نہ دیتی تھی، بالآخر دشمن خدا مسیلمہ قتل ہوا، اس کے ساتھ ہی بنو حنیفہ کی تلوار بازی کے کرتب بھی ختم ہوگئے، وہ حیرت انگیز عزم و جرأت کیساتھ ہمارے سامنے طلوع آفتاب سے لیکر عصر کی نماز تک ڈٹے رہے تھے۔ باغ میں ایک حنفی سوار نے مجھے آلیا۔ میں بھی گھوڑے پر تھا ہم دونوں اُتر پڑے اور گتھ گئے، میں اس کو خنجر سے مارتا جو میری تلوار میں تھا اور وہ اُسی کدال سے جو اُس کی تلوار میں تھا، اُس نے میرے سات زخم لگائے، میں نے صرف ایک لیکن ایسا کہ خنجر اُس کے جسم کے پار ہوگیا، خنجر پر میری گرفت ڈھیلی ہوگئی (؟)، میرا سارا جسم زخموں سے چور تھا، اور خون جاری، لیکن شکر ہے کہ میں بچ گیا اور اس کو موت نے لقمہ بنالیا۔

ضُمرہ بن سعید نے بیان کیا کہ وہ لڑتے لڑتے بنو حنیفہ کے بارسوخ لیڈر محکم بن طفیل کے پاس جانکلے اُنھوں نے دیکھا کہ محکم بنو حنیفہ کو غیرت اور جوش دلا رہا ہے: جان توڑ کوشش کرو اس سے قبل کہ تمہاری شریف زادیاں گرفتار کرلی جائیں اور مسلمان بجبر ان سے ہم بستر ہوں، اپنے ننگ و ناموس کے لئے جان دیدو صورت حال بڑی سنگین ہے آج ہی وہ دن ہے جب ننگ و ناموس کے لئے جان لڑا دینا از بس ضروری ہے، باغ میں گھس جاؤ، عقب سے میں خود تمہاری حفاظت کروں گا۔" پھر اُس نے یہ حسرت بھرا شعر پڑھا

لَبِئْسَمَا أَوْرَدَنَا مُسَيْلِمَة أَوْرَثَنَا مِنْ بَعْدِهِ أُغَيْلِمَة

مسیلمہ نے ہم پر بہت ہی بڑی مصیبت لاڈالی ہے جس سے ہماری قوم تباہ ہوجائیگی اور صرف ذکر غلام رہ جائینگے جو ہمارے وارث ہوں گے۔

بنو حنیفہ باغ میں گھس گئے اور دروازے بند کر لئے۔ ابو بکر صدیق کے صاحبزادے عبدالرحمٰن نے محکم کے ایسا تیر مارا کہ اس کی روح پرواز کر گئی، اس کی جگہ اس کا چچا زاد بھائی معترض آکھڑا ہوا، تھوڑی دیر لڑ کر وہ بھی قتل ہوا، دوسرا قول ہے کہ محکم کا خاتمہ خالد بن ولید کے ہاتھوں ہوا، حارث بن فضل:۔ محکم بن طفیل نے جب دیکھا کہ اس کے ہم قوم مسلمانوں کو خوب مار رہے ہیں تو اس نے چنگھاڑ کر کہا:۔ ابو سلیمان (خالد) ادھر، ابو سلیمان ادھر، یہ بنو حنیفہ نہیں زہریلی موت ہیں، یہ میدان سے بھاگنا نہیں جانتے" خالد عقب میں تھے کسی نے ان کو محکم کا قول پہونچایا تو وہ یہ کہتے آگے لپکے: "یہ ہوں میں ابو سلیمان" انھوں نے خود اتار کر چہرہ کھول لیا اور اُدھر حملہ کیا جدھر محکم بنو حنیفہ کی قیادت کر رہا تھا وہ محکم پر ٹوٹ پڑے اور تلوار کا ایسا وار کیا کہ اس کے ہاتھ پیر ڈھول گئے، پھر یہ کہتے ہوئے دوبارہ تلوار ماری:۔ لو میرا یہ وار، میں ہوں ابو سلیمان" محکم مردہ ہو کر زمین پر گر پڑا۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے تیر اس واقعہ سے پہلے مارا تھا، بعض راوی کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن کا تیر اس واقعہ کے بعد لگا تھا۔ ایک قول یہ ہے کہ عبدالرحمٰن کے تیر سے محکم کو کوئی گزند نہیں پہونچا۔ محکم کے قتل کے بعد بنو حنیفہ اور زیادہ جوش سے لڑتے اور کہتے:۔ محکم کے بعد جینا بے کار ہے" کسی نے مسیلمہ سے کہا:۔ کہاں ہے وہ فتح و سربلندی جس کا تم نے وعدہ کیا تھا؟ - مسیلمہ:۔ دین کیلئے تو لڑنا بیکار ہے ہاں ننگ و ناموس کے لئے تمکو ضرور لڑنا چاہیئے۔ یہ جواب سنکر لوگوں کو یقین ہو گیا کہ انکی زبانی رائیگاں گئی۔ وحشی رضؓ:۔ باغ میں جب دونوں فریق لڑائی میں مشغول تھے تو میں نے مسیلمہ کو دیکھا جسے میں پہچانتا نہ تھا، ایک طرف سے میں نے اس پر حملہ کرنا چاہا۔ دوسری طرف سے ایک انصاری نے خوب نشانہ درست کر کے میں نے اس پر چھوٹا نیزہ مارا۔ انصاری نے بھی اسی وقت حملہ کیا، اس لئے خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ ہم دونوں میں سے کس نے اس کو قتل کیا، البتہ راہب گھر کی چھت سے میں نے ایک عورت کو کہتے سنا کہ مسیلمہ کو ایک حبشی غلام نے مارا ہے۔ ابو الحویرث:۔ اس باب میں میں نے کسی کو شک کرتے نہیں دیکھا کہ عبداللہ بن زید انصاری نے مسیلمہ پر تلوار کا وار کیا اور حبشی نے چھوٹا نیزہ پھینکا، اس لئے دونوں ہی اس کے قتل میں شریک ہوئے۔ عمرو بن یحییٰ مازنی نے عبداللہ بن زید کو کہتے سنا کہ میں مسیلمہ کا قاتل ہوں۔ معاویہ بن ابی سفیان کا دعویٰ ہے کہ اس کا قاتل میں ہوں۔ عبداللہ بن زید کی ماں اُمِ عمارہؓ

نسیبہ، کعب کی صاحبزادی، کہتی ہیں کہ مسیلمہ کو میرے لڑکے عبداللہ نے قتل کیا۔ یہ خاتون یمامہ کی جنگ میں موجود تھیں اس میں اُن کا ایک ہاتھ بھی کٹا تھا۔ اس کا قصہ یہ ہے کہ ان کے صاحبزادے حبیب بن یزید، عُمان میں عمرو بن عاص (گورنر عُمان) کے ساتھ تھے، جب عمروؓ کو رسول اللہ صلعم کی وفات کی خبر ہوئی تو وہ (عُمان میں بغاوت کے سبب) براہ یمامہ مدینہ روانہ ہوگئے، مسیلمہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو اُس نے عمرو کا راستہ گھیر لیا لیکن وہ اس کی اس حرکت سے پہلے نکل گئے، حبیب بن یزید اور عبداللہ بن وہب اسلمی عمرو کے عقبی دستہ میں تھے، اُن کو مسیلمہ نے پکڑ لیا اور اپنے نبی ہونے کی شہادت طلب کی، اسلمی نے دیدی پھر بھی مسیلمہ نے اُن کے بیڑیاں ڈلوادیں، حبیب نے اس کو نبی تسلیم کرنے سے انکار کیا اور جب اُس نے پوچھا؛ محمدؐ کو نبی مانتے ہو؟ تو حبیب نے اقرار کیا، مسیلمہ نے حبیب کا ہاتھ کٹوا دیا، مسیلمہ جتنی بار اپنی نبوت کی تصدیق چاہتا حبیب ایسا کرنے سے انکار کر دیتے لیکن نبوت محمدؐ کی شہادت دیتے، وہ ہر انکار پر اُن کا ایک عضو کٹوا دیتا حتیٰ کہ اُن کے دونوں ہاتھ کندھوں تک کاٹ ڈالے گئے اور دونوں پیر کولھوں تک، پھر اُن کو آگ میں جلا دیا گیا۔ اس کے باوجود حبیب مسیلمہ کی نبوت کے انکار اور محمدؐ کی نبوت کے اقرار سے باز نہ آئے۔ جب مسیلمہ کے خلاف خالد بن ولید کی مہم تیار ہوئی تو اُم عمارہ (حبیب کی ماں) ابوبکر صدیق سے ملیں اور اُن سے خالد کی مہم پر جانے کی اجازت مانگی۔ ابوبکر صدیق نے کہا: تم جیسی بی بی کو نہیں روکا جا سکتا، لڑائی میں تمہاری جرأت و شجاعت سے میں خوب واقف ہوں، خدا کا نام لیکر چلی آؤ، ام عمارہ کا بیان ہے کہ جب مسلمان یمامہ پہنچے اور بنو حنیفہ سے لڑائی ہوئی تو انصار نے مخلص مسلمان مانگے جو اُن کو مل گئے، پھر گھسان کی جنگ ہوئی اور ہم دشمن کو دباتے ہوئے باغ کے دروازہ پر جا پہنچے، دشمن کے جاں باز اپنے لیڈر مسیلمہ کے گرد جمع ہو گئے، ہم زبردستی باغ میں گھس پڑے، اور وہاں گھنٹہ بھر دشمن کے ساتھ خون کی ہولی کھیلتے رہے، خدا گواہ ہے میں نے بنو حنیفہ جیسے نڈر اور اپنی جان کی بے دریغ بازی لگا دینے والے لوگ کبھی نہیں دیکھے، بہ دشمن خدا مسیلمہ کی ٹوہ میں تھی، میں نے عہد لیا تھا کہ اگر وہ نظر پڑا تو اس کو مار ڈالونگی یا خود ماری جاؤنگی، شان دار لڑائی ہو رہی تھی اور تلوار کی چکّی کے علاوہ کوئی اور آواز نہ آتی تھی کہ مجھے مسیلمہ نظر پڑا میں اس کی طرف جا رہی تھی کہ ایک حنفی میرے سامنے آیا اور تلوار سے میرا ہاتھ کاٹ دیا۔ خدا گواہ ہے میں نے قطعاً اس کی پرواہ نہ کی، سیدھی

اس بدمعاش کے پاس پہونچی اور اس کو زمین پر ڈھیر پایا۔ میرا لڑکا عبداللہ اس کو قتل کر چکا تھا، دوسری روایت کے مطابق میرا لڑکا تلوار کو اپنے کپڑوں سے پونچھ رہا تھا۔ میں نے پوچھا کیا تم نے مسیلمہ کو قتل کر دیا تو اس نے کہا :- ہاں اماں۔" میں نے سجدہ کر کے خدا کا شکریہ ادا کیا، اس طرح خدا نے بنو حنیفہ کی جڑیں کاٹ دیں، جنگ کے بعد جب میں گھر پہونچی تو خالد بن ولید ایک عربی طبیب کو لیکر میرے پاس آئے جس نے کھولتے تیل سے میرا علاج کیا، خدا گواہ ہے مجھے جتنی تکلیف اس علاج سے ہوئی، ہاتھ کٹنے سے بھی نہ ہوئی تھی، خالد میری بہت دیکھ بھال کرتے تھے، اُن کا برتاؤ ہمارے ساتھ عمدہ تھا، ہمارے حقوق کا خیال رکھتے تھے اور ہمارے حق میں رسول اللہؐ کی وصیت پوری کرتے تھے۔ عبّاد : دادی، اس جنگ میں مسلمان تو بہت زیادہ زخمی ہوئے !" اُم عمارہ : بیٹے ! اس کی وجہ یہ تھی کہ اُن کے کئی بار پیر اکھڑ گئے اور دشمن نے پیچھے سے اُن کو خوب مارا، جب دشمنِ خدا قتل ہوا اس وقت جو مسلمان زندہ تھے وہ سب کے سب زخمی تھے میرے سارے بھائی ایسے گھائل ہوئے کہ ہل نہ سکتے تھے۔ مالک بن نجّار کے دس سے اوپر جوانوں کو میں نے دیکھا کہ درد سے بُری طرح کراہ رہے ہیں اور ساری رات اُن کو آگ سے سینکا جا رہا ہے، جنگ کے بعد مسلمانوں نے یمامہ میں گیارہ دن قیام کیا، اتنے زیادہ لوگ زخمی ہوئے کہ نماز باجماعت میں خالد کے ساتھ بس چند آدمی ہوتے تھے، وجہ یہ کہ دشمن نے بدّو رنگروٹوں کی طرف سے حملہ کیا، وہ بھاگے تو باقی مسلمانوں میں بھی بھگدڑ پڑ گئی، دشمن نے پشتی حملوں سے اُن کو خوب زخمی کیا، پھر بھی اس دن قبیلہ طیّ کے جوانوں نے خوب بہادری دکھائی، میں دیکھتی تھی کہ عدی بن حاتم (ان کے لیڈر) للکار للکار کر ان کو صبر اور پامردی کی تلقین کر رہی ہیں، وہ اور میرا لڑکا زید الخیل (؟)، غیر معمولی دلیری سے لڑے۔

محمد بن یحییٰ بن حبّان : یمامہ کی لڑائی میں اُم عمارہ کے گیارہ زخم لگے جن میں کچھ تلوار کے تھے اور کچھ نیزے کے، اس کے علاوہ اُن کا ایک ہاتھ بھی کٹ گیا۔ خلیفہ ابو بکر صدیق کو لوگوں نے ان کی عیادت اور مزاج پرسی کو جاتے کئی بار دیکھا۔ جنگ میں کعب بن عجرۃ نے بھی غیر معمولی شجاعت و جرأت کا مظاہرہ کیا، مسلمان جو تھی بار شکست کھا کر کیمپ سے پرے جا چکے تھے، یہ کعب بن عجرۃ تھے جنھوں نے اس نازک وقت للکار کر کہا : اے انصاریو! مدد، خدا اور رسولؐ سے ڈرو! یہ نعرے لگاتے وہ محکم بن طفیل کے پاس پہنچ گئے،

محکم نے تلوار کا بے خطا وار کر کے کعب کا اُلٹا ہاتھ اُڑا دیا، لیکن کعب نے خدا گواہ ہے اس کی مطلق پرواہ نہ کی اور سیدھے ہاتھ سے تلوار چلاتے رہے، اُن کے اُلٹے ہاتھ سے خون جاری تھا، اسی حال میں لڑتے لڑتے وہ باغ کے دروازہ پر پہونچے اور پھر اس میں داخل ہو گئے۔ حاجب بن زید بن تمیم اشہلی یہ نعرے مارتے بڑھے:۔ اَوس مدد، اشہل مدد، اس پر ثابت بن ہزال نے کہا: انصار مدد، انصار مدد کا نعرہ لگاؤ، یہ زیادہ جامع ہے کیونکہ انصار میں اَوس اور اشہل دونوں شامل ہیں، حاجب نے اب یہ نعرہ لگانا شروع کیا، بنو حنیفہ چاروں طرف سے اُن پر پل پڑے لیکن جلد ہی اُن کو ہٹنا پڑا، اُن کے دو سپاہیوں کو کعب نے قتل کر دیا اور پھر خود بھی مارے گئے، اُن کی جگہ عمیر بن اَوس نے لے لی، بنو حنیفہ نے ان کو گھیر لیا اور قتل کر دیا

ابو عقیل ازرقی حلیف انصار اور بدری صحابی جنگ یمامہ میں لڑنے نکلے ہی تھے کہ ایک تیر اُن کے دل اور کندھے کے بیچ میں لگا، اُس سے کسی عضو رئیس کو گزند نہیں پہونچا لیکن جب تیر نکالا گیا تو اُن کے جسم کا الٹا حصہ ناکارہ ہو گیا۔ صبح کا وقت تھا، لوگ اُن کو گھسیٹ کر کیمپ میں لے گئے، جب لڑائی خوب گرم ہوئی اور مسلمان پسپا ہو کر کیمپ سے جہاں ابو عقیل پڑے تھے، پرے بھاگ گئے تو انھوں نے معن بن عدی کو زور زور سے کہتے سنا:۔ انصار مدد، انصار مدد، خدا سے ڈرو، خدا سے ڈرو، اور دشمن پر پلٹ کر حملہ کرو ..... ابن عمر کہتے ہیں کہ یہ آواز سنکر ابو عقیل اپنی قوم انصار کے پاس جانے کے لئے اُٹھے۔ میں نے پوچھا:۔ ابو عقیل کیا بات ہے، تم اب لڑائی کے مطلب کے نہیں ہو۔"

ابو عقیل:۔ ابھی منادی نے آواز لگائی ہے، میں نے کہا: وہ تو انصار کو مدد کے لئے بلا رہا تھا نہ کہ زخمیوں کو" ابو عقیل: میں بھی تو انصاری ہوں، میں اس کی دعوت رد نہیں کر سکتا چاہے مجھے گھسٹ گھسٹ کر ہی جانا پڑے۔ ابن عمر کہتے ہیں کہ ابو عقیل نے کمر باندھی اور سیدھے ہاتھ میں تلوار لی اور یہ نعرہ لگایا:۔ انصار مدد، انصار مدد، پلٹ کر حملہ کرو جیسا جنگ حنین میں کیا تھا، نعرہ سنکر سارے انصاری یکجا ہو گئے اور باقی مسلمانوں کو اپنی آڑ میں لیکر لڑنے بڑھ گئے اور ایسا جان توڑ حملہ کیا کہ بنو حنیفہ کے پیر اُکھڑ گئے اور وہ دبتے ہوئے پیچھے ہٹتے رہے حتیٰ کہ باغ میں گھس گئے۔ وہاں دونوں فریق پھر گتھے اور تلواریں کھٹکنے لگیں، میں نے ابو عقیل کو دیکھا کہ اُن کا اُلٹا زخمی ہاتھ شانہ سے کٹ کر زمین پر

گر چکا ہے، اُن کے چودہ زخم لگے اور ہر ایک کسی عضو رئیس پر، دشمن خدا مسیلمہ بھی قتل ہوا، ابن عمر کہتے ہیں کہ میں ابو عقیل کے پاس جا کھڑا ہوا، وہ زمین پر پڑے جان توڑ رہے تھے، میں نے آواز دی: ابو عقیل" انھوں نے لڑکھڑاتی آواز سے کہا: ہاں، پھر پوچھا: کون ہارا؟ میں نے اونچی آواز سے کہا: خوش ہو جاؤ، دشمن خدا مارا گیا، ابو عقیل نے اپنی انگلی آسمان کی طرف اُٹھائی خدا کا شکر یہ ادا کیا اور جان دیدی۔

فاروق اعظم حضرت عمرؓ کے سرکاری خطوط

ایک عظیم الشان کتاب

مؤلف:۔ ڈاکٹر خورشید احمد فارق صاحب ایم اے۔ اُستاذ ادبیات، دہلی یونیورسٹی

اس عظیم المرتبہ اور ضخیم کتاب میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے وہ تمام مکتوبات مع اصل و ترجمہ پورے اہتمام کے ساتھ جمع کئے گئے ہیں جو خلیفہ ثانی نے اپنے بے مثال تاریخی دور میں مختلف گورنروں، حاکموں، افسروں اور قاضیوں کے نام تحریر فرمائے ہیں۔ ان خطوط اور فرامین سے فاروق اعظمؓ کے طریق کار، انتظامی خصوصیات اور امور مملکت میں حیرت انگیز مہارت کا مکمل نقشہ سامنے آجاتا ہے۔ مکاتیب و فرامین کا یہ بیش بہا مجموعہ اس ترتیب و تفصیل کے ساتھ اب تک کسی زبان میں وجود میں نہیں آیا تھا۔ فاضل مؤلف نے سالہا سال کی محنتِ شاقہ اور سیکڑوں کتابوں کے مطالعہ کے بعد ان موتیوں کو جمع کیا ہے۔ تحقیق و جامعیت کی شان پیدا کرنے کے لئے مصر و ہندوستان کے نادر اور کمیاب قلمی اور مطبوعہ ذخیرۂ کتب کو انتہائی دیدہ ریزی سے چھانا گیا ہے۔ اصل عربی اور اُردو ترجمے کے ساتھ خطوط سے متعلق تمام ضروری تفصیلات بھی دی گئی ہیں۔ یہ کتاب مبالغہ سے پاک ہے —

"حضرت عمرؓ کے سرکاری خطوط" کا یہ مجموعہ ہر حیثیت سے لاجواب ہے۔ اہل علم طلبہ اور عوام سب ہی اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ خطوں کی مجموعی تعداد ۲۵۴ - ندوۃ المصنفین کی قابل فخر کتاب۔ صفحات ۶۷۲ بڑی تقطیع۔ طباعت نفیس

قیمت غیر مجلد گیارہ روپے
قیمت مجلد بارہ روپے
} مکتبہ برہان اُردو بازار، جامع مسجد، دہلی